میں ایک دوسرے مسلمان کو ملانے کے لئے کوئی ایسی بات ظاہر کہہ دی جائے جس سے ایک فریق دوسرے فریق سے خوش ہو جائے یا کوئی آنے والی مصیبت مسلمانوں پر سے ٹل جائے یا کفار کی قوت زائل ہو جائے۔ ان میں بددلی پھیل جائے اور مخالفت و پھوٹ پڑے تو یہ جائز ہے جیسے حدیث میں ہے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو بھلائی کے لئے ادھر کی ادھر لے جاتا ہے اور جیسے حدیث میں ہے کہ لڑائی مکر کا نام ہے اور جیسے حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ احزاب کے موقعہ پر کفار عرب اور کفار یہود کے درمیان کچھ ادھر ادھر کی اوپری باتیں کہہ کر جدائی ڈلوادی تھی اور انہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ یہ کام بڑے عالی دماغ' زیرک اور معاملہ فہم شخص کا ہے۔

یہ یاد رہے کہ امام رازیؒ نے جادو کی جو یہ آٹھ قسمیں بیان کی ہیں۔ یہ صرف باعتبار لفظ کے ہیں کیونکہ عربی زبان میں سحر یعنی جادو ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو بہت لطیف اور باریک ہو اور ظاہر بین انسان کی نگاہوں سے اس کے اسباب پوشیدہ رہ جائیں۔ اسی واسطے ایک حدیث میں ہے کہ بعض بیان بھی جادو ہوتا ہے اور اسی لئے صبح کے اول وقت کو سحور کہتے ہیں کہ وہ مخفی ہوتا ہے اور اس رگ کو بھی سحر کہتے ہیں جو غذا کی جگہ ہے۔ ابوجہل نے بدر والے دن یہی کہا تھا کہ اس کی سحر یعنی رگ طعام مارے خوف کے پھول گئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں' میرے سحر و نحر کے درمیان رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو نحر سے مراد سینہ اور سحر سے مراد رگ غذا۔ قرآن میں بھی ہے سَحَرُوٓا اَعْیُنَ النَّاسِ یعنی لوگوں کی نگاہوں سے اپنا کام مخفی کر کے انجام دیا۔ عبد عبداللہ قرطبیؒ کہتے ہیں' ہم کہتے ہیں کہ جادو ہے اور مانتے ہیں کہ جب اللہ کو منظور ہوتا ہے' وہ جادو کے وقت جو چاہتا ہے کر دیتا ہے گو معتزلہ اور ابواسحاق' اسفرائنی' شافعی اس کے قائل نہیں اور جادو کبھی ہاتھ کی چالاکی سے بھی ہوتا ہے اور کبھی ڈوروں دھاگوں سے بھی' کبھی اللہ کا نام پڑھ کر دم کرنے سے اس میں بھی ایک خاص اثر ہوتا ہے۔

جادو اور شعر: ☆☆ کبھی شیاطین کا نام لے کر شیطانی کاموں سے بھی لوگ کرتے ہیں۔ کبھی دواؤں وغیرہ کے ذریعہ سے بھی جادو کیا جاتا ہے۔ حضورؐ کے اس فرمان کے مطابق کہ بعض بیان جادو ہیں' دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ بطور تعریف کے آپ نے فرمایا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ بطور مذمت کے یہ ارشاد ہوا ہو کہ وہ اپنی غلط بات اس طرح بیان کرتا ہے کہ سچ معلوم ہوتی ہے۔ جیسے ایک اور حدیث میں ہے کہ کبھی میرے پاس تم مقدمہ لے کر آتے ہو تو ایک اپنی چرب زبانی سے اپنے غلط دعویٰ کو صحیح ثابت کر دیتا ہے۔ وزیر ابوالمظفر یحییٰ بن محمد بن ہیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''الاشراف علیٰ مذاہب الاشراف'' میں سحر کے باب میں کہا ہے کہ اجماع ہے کہ جادو ایک حقیقت ہے لیکن ابوحنیفہ اس کے قائل نہیں۔ جادو کے سیکھنے والے اور اسے استعمال میں لانے والے کو امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تو کافر بتلاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے بعض شاگردوں کا قول ہے کہ اگر جادو کو بچاؤ کے لئے سیکھے تو کافر نہیں ہوتا ہاں جو اس کا اعتقاد رکھے اور نفع دینے والا سمجھے' وہ کافر ہے اور اسی طرح جو یہ خیال کرتا ہے کہ شیاطین یہ کام کرتے ہیں اور اتنی قدرت رکھتے ہیں' وہ بھی کافر ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں جادوگر سے دریافت کیا جائے اگر وہ بابل والوں کا سا عقیدہ رکھتا ہو اور سات سیارہ ستاروں کو تاثیر پیدا کرنے والا جانتا ہو تو کافر ہے اگر یہ نہ ہو تو بھی اگر جادو کا جائز جانتا ہو تو بھی کافر ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا قول یہ بھی ہے کہ جادوگر نے جب جادو کیا اور جادو کو استعمال میں لایا' وہیں اسے قتل کر دیا جائے۔ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں' جب تک بار بار نہ کرے یا کسی شخص معین کے بارے میں خود اقرار نہ کرے تب تک قتل نہ کیا جائے۔ تینوں امام فرماتے ہیں کہ اس کا قتل بوجہ حد کے ہے مگر امام شافعیؒ کا بیان ہے کہ بوجہ قصاص کے ہے۔

امام مالک' امام ابوحنیفہ اور ایک مشہور قول میں امام احمدؒ کا فرمان ہے کہ جادوگر سے توبہ بھی نہ کرائی جائے۔ اس کی توبہ سے اس پر سے حد نہیں ہٹے گی اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اس کی توبہ مقبول ہو گی۔ امام احمدؒ کا ہی صحیح قول ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ اہل کتاب کا جادوگر

بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قتل کر دیا جائے گا لیکن تینوں اور اماموں کا مذہب اس کے برخلاف ہے- لبید بن اعصم یہودی نے حضورؐ پر جادو کیا تھا اور آپ نے اس کے قتل کرنے کو نہیں فرمایا- اگر کوئی مسلمان عورت جادوگرنی ہو تو اس کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وہ قید کر دی جائے اور تینوں کہتے ہیں اسے بھی مرد کی طرح قتل کر دیا جائے- واللہ اعلم-

حضرت زہریؒ کا قول ہے کہ مسلمان جادوگر قتل کر دیا جائے اور مشرک قتل نہ کیا جائے- امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر ذمی کے جادو سے کوئی مر جائے تو ذمی کو بھی مار ڈالنا چاہئے- یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ پہلے تو اسے کہا جائے کہ توبہ کر- اگر وہ کر لے اور اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ قتل کر دیا جائے اور یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ اگرچہ اسلام قبول کر لے تاہم قتل کر دیا جائے- اس جادوگر کو جس کے جادو میں شرکیہ الفاظ ہوں اسے چاروں امام کافر کہتے ہیں کیونکہ قرآن میں ہے فَلَا تَكْفُرْ امام مالکؒ فرماتے ہیں جب اس پر غلبہ پالیا جائے پھر وہ توبہ کرے تو توبہ قبول نہیں ہوگی جس طرح زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوگی- ہاں اس سے پہلے اگر توبہ کر لے تو قبول ہوگی- اگر اس کے جادو سے کوئی مر گیا پھر تو بہرصورت مارا جائے گا- امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگر وہ کہے کہ میں نے اس پر جادو مار ڈالنے کے لئے نہیں کیا تو قتل کی خطا کی دیت (جرمانہ) لے لیا جائے- جادوگر سے اس کے جادو کو اتروانے کی حضرت سعید بن میتب نے اجازت دی ہے جیسے صحیح بخاری شریف میں ہے عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میں کوئی حرج نہیں بتلاتے لیکن خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اسے مکروہ بتاتے ہیں- حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ کیوں جادو کھلواتے نہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا' مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اور میں لوگوں پر برائی افشاء کرنے سے ڈرتا ہوں-

حضرت وہبؒ فرماتے ہیں بیری کے سات پتے لے کر سل بٹے پر کوٹ لئے جائیں اور پانی ملا لیا جائے- پھر آیت الکرسی پڑھ کر اس پر دم کر دیا جائے اور جس پر جادو کیا گیا ہے' اسے تین گھونٹ پلا دیا جائے اور باقی پانی سے غسل کر دیا جائے ان شاء اللہ جادو کا اثر جاتا رہے گا' یہ عمل خصوصیت سے اس شخص کے لئے بہت ہی اچھا ہے جو اپنی بیوی سے روک دیا گیا ہو' جادو کو دور کرنے اور اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے سب سے اعلیٰ چیز قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی سورتیں ہیں- حدیث میں ہے کہ ان جیسا کوئی تعویذ نہیں- اسی طرح آیت الکرسی بھی شیطان کو دفع کرنے میں اعلیٰ درجہ کی چیز ہے-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اے ایمان والو! تم راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہو یعنی ہماری طرف دیکھئے اور سنتے رہا کرو- کافروں کے لئے دردناک عذاب ہیں ○ نہ تو اہل کتاب کے کافر چاہتے ہیں نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی نازل ہو (ان کے حسد کیا ہوا) اللہ جسے چاہے اپنی رحمت خصوصیت سے عطا فرمائے- اللہ بڑے فضل والا ہے ○

مسلمانو! کافروں کی صورت' لباس اور زبان میں مشابہت سے بچو! :☆☆ (آیت:۱۰۴-۱۰۵) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو کافروں کی بول چال اور ان کے کاموں کی مشابہت سے روک رہا ہے۔ یہودی بعض الفاظ زبان دبا کر بولتے تھے اور مطلب برا لیتے تھے۔ جب انہیں یہ کہنا ہوتا کہ ہماری سنئے تو کہتے تھے راعنا اور مراد اس سے رعونت اور سرکشی لیتے تھے جیسے اور جگہ بیان ہے مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یعنی یہودیوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو باتوں کو اصلیت سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم سنتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔ اپنی زبانوں کو موڑ توڑ کر اس دین میں طعنہ زنی کے لئے راعنا کہتے ہیں۔ اگر یہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا ہماری بات سنئے اور ہماری طرف توجہ کیجئے تو یہ ان کے لئے بہتر اور مناسب ہوتا لیکن ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے انہیں اپنی رحمت سے دور پھینک دیا ہے۔ اس میں ایمان بہت ہی کم ہے۔ احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب یہ لوگ سلام کرتے ہیں تو اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ کہتے ہیں اور سَام کے معنی موت کے ہیں تو تم ان کے جواب میں وَعَلَیْکُمْ کہا کرو۔ ہماری دعا ان کے حق میں قبول ہوگی اور ان کی بددعا ہمارے حق میں مقبول نہیں ہوگی الغرض قول و فعل میں ان سے مشابہت کرنا منع ہے۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے' میں قیامت کے قریب تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ میری روزی حق تعالیٰ نے میرے نیزے تلے لکھی ہے' ذلت اور پستی اس کے لئے ہے جو میرے احکام کے خلاف چلا کرے اور جو شخص کسی (غیر مسلم) قوم سے مشابہت کرے' وہ انہی میں سے ہے۔ ابوداؤد میں بھی یہ پچھلا حصہ مروی ہے۔ اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار کے اقوال و افعال' لباس' عید اور عبادت میں ان کی مشابہت کرنا جو ہمارے لئے مشروع اور مقرر نہیں' سخت منع ہے اور اس پر شریعت میں عذاب کی دھمکی اور سخت ڈراوا اور حرمت کی اطلاع دی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم قرآن کریم میں یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سنو تو کان لگا دو اور دل سے متوجہ ہو جایا کرو کیونکہ یا تو کسی بھلائی کا حکم ہوگا یا کسی برائی سے ممانعت ہوگی حضرت خیثمہؒ فرماتے ہیں توراۃ میں بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنَ فرمایا ہے لیکن امت محمدیہ کو یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے معزز خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ رَاعِنَا کے معنی ہماری طرف کان لگانے کے ہیں بروزن عَاطِنَا۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس کے معنی خلاف کے بھی ہیں یعنی خلاف نہ کہا کر۔ اس سے یہ بھی مروی ہے کہ مطلب یہ کہ آپ ہماری سنئے اور ہم آپ کی سنیں۔ انصار نے بھی یہی لفظ حضورؐ کے سامنے کہنا شروع کر دیا تھا جس سے قرآن پاک نے انہیں روک دیا۔

حسنؒ فرماتے ہیں راعن کہتے ہیں (راعن مذاق کی بات کو کہتے ہیں) یعنی تم حضورؐ کی باتوں اور اسلام سے مذاق نہ کیا کرو۔ ابوصخرؒ کہتے ہیں' جب حضورؐ جانے لگتے تو جنہیں کوئی بات کہنی ہوتی' وہ کہتے اپنا کان ادھر کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بے ادبی کے کلمہ سے روک دیا اور اپنے نبی کی عزت کرنے کی تعلیم فرمائی۔ سدیؒ کہتے ہیں' رفاعہ بن زید یہودی حضرت محمد ﷺ سے باتیں کرتے ہوئے یہ لفظ کہا کرتا تھا۔ مسلمانوں نے بھی یہ خیال کر کے کہ یہ لفظ ادب کے ہیں' یہی لفظ بولنے شروع کر دیئے جس پر انہیں روک دیا گیا جیسے سورۂ نساء میں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کلمہ کو اللہ نے برا جانا اور اس کے استعمال سے مسلمانوں کو روک دیا جیسے حدیث میں آیا ہے کہ انگور کو کرم اور غلام کو عبد نہ کہو وغیرہ۔ اب اللہ تعالیٰ ان بدباطن لوگوں کے حسد و بغض کو بیان فرماتا ہے کہ اے مسلمانو تمہیں جو اس کامل نبی کے ذریعہ کامل شریعت ملی ہے' اس سے یہ تو جل بھن رہے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرمائے۔ وہ بڑے ہی فضل و کرم والا ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں' کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے؟ ○ کیا تجھے علم نہیں کہ زمین اور آسمان کا ملک اللہ ہی کے لئے ہے؟ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں ○

تبدیلی یا تنسیخ - اللہ تعالیٰ مختار کل ہے: ☆☆ (آیت:۱۰۶-۱۰۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں' نسخ کے معنی بدل کے ہیں- مجاہدؒ فرماتے ہیں' مٹانے کے معنی ہیں جو (کبھی) لکھنے میں باقی رہتا ہے اور حکم بدل جاتا ہے- حضرت ابن مسعودؓ کے شاگرد اور ابوالعالیہؒ اور محمد بن کعب قرظیؒ سے بھی اسی طرح مروی ہے- ضحاکؒ فرماتے ہیں- بھلا دینے کے معنی ہیں- عطاؒ فرماتے ہیں' چھوڑ دینے کے معنی ہیں- سدی کہتے ہیں' اٹھا لینے کے معنی ہیں جیسے آیت اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ یعنی زانی مرد وعوت کو سنگسار کر دیا کرو اور جیسے آیت لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَ ادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰى لَهُمَا ثَالِثًا یعنی ابن آدم کو اگر دو جنگل سونے کے مل جائیں جب بھی وہ تیسرے کی جستجو میں رہے گا- امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ احکام میں تبدیلی ہم کر دیا کرتے ہیں' حلال کو حرام' حرام کو حلال' جائز کو ناجائز' ناجائز کو جائز وغیرہ- امر و نہی' روک اور رخصت' جائز اور ممنوع کاموں میں نسخ ہوتا ہے- ہاں جو خبریں دی گئی ہیں' واقعات بیان کئے گئے ہیں' ان میں رد و بدل و ناسخ و منسوخ نہیں ہوتا-

نسخ کے لفظی معنی نقل کرنے کے بھی ہیں جیسے کتاب کے ایک نسخے سے دوسرا نقل کر لینا- اسی طرح یہاں بھی چونکہ ایک حکم کے بدلے دوسرا حکم ہوتا ہے اس لئے نسخ کہتے ہیں خواہ وہ حکم کا بدل جانا ہو خواہ الفاظ کا- علماء اصول کی عبارتیں اس مسئلہ میں گو مختلف ہیں مگر معنی کے لحاظ سے سب قریب قریب ایک ہی ہیں- نسخ کے معنی کسی حکم شرعی کا پچھلی دلیل کی رو سے ہٹ جانا ہے- کبھی ہلکی چیز کے بدلے بھاری اور کبھی بھاری کے بدلے ہلکی اور کبھی کوئی بدل ہی نہیں ہوتا ہے- نسخ کے احکام' اس کی قسمیں' اس کی شرطیں وغیرہ ہیں- اس کے لئے اس فن کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے- تفصیلات کی بسط کی جگہ نہیں- طبرانی میں ایک روایت ہے کہ دو شخصوں نے نبی ﷺ سے ایک سورت یاد کی تھی- اسے وہ پڑھتے رہے- ایک مرتبہ رات کی نماز میں ہر چند اسے پڑھنا چاہا لیکن یاد نے ساتھ نہ دیا' گھبرا کر خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے اور حضورؐ سے اس کا ذکر کیا- آپ نے فرمایا- یہ منسوخ ہو گئی اور بھلا دی گئی- دلوں میں سے نکال لی گئی- تم غم نہ کرو- بے فکر ہو جاؤ-

حضرت زہریؒ نون خفیفہ پیش کے ساتھ پڑھتے تھے- اس کے ایک راوی سلیمان بن راقم ضعیف ہیں- ابوبکر انباریؒ نے بھی دوسری سند سے اسے مرفوع روایت کیا ہے جیسے قرطبی کا کہنا ہے- نُنْسِهَا کو نَنْسَاهَا بھی پڑھا گیا ہے- نَنْسَاهَا کے معنی موخر کرنے' پیچھے ہٹا دینے کے ہیں- حضرت ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں' منسوخ کرتے ہیں- ابن مسعودؓ کے شاگرد کہتے ہیں یعنی ہم اس کے الفاظ کو باقی رکھتے ہیں لیکن حکم کو بدل دیتے ہیں- عبد بن عمیرؒ' مجاہدؒ اور عطاؒ سے مروی ہے' ہم اسے موخر کرتے ہیں اور ملتوی کرتے ہیں- عطیہ عوفی کہتے ہیں- یعنی منسوخ نہیں کرتے- سدیؒ اور ربیعؒ بھی یہی کہتے ہیں- ضحاکؒ فرماتے ہیں' ناسخ کو منسوخ کے پیچھے

رکھتے ہیں۔ ابوالعالیہؒ کہتے ہیں اپنے پاس اسے روک لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں نَنْسَاھَا پڑھا اور اس کے معنی موخر ہونے کے بیان کئے۔ نُنْسِھا جب پڑھیں تو یہ مطلب ہوگا کہ ہم اسے بھلا دیں۔ اللہ تعالیٰ جس حکم کو اٹھالینا چاہتا تھا' وہ نبی ﷺ کو بھلا دیتا تھا۔ اس طرح وہ آیت اٹھ جاتی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ننسھا پڑھتے تھے تو ان سے قسم بن ربیعہؒ نے کہا کہ سعید بن میسب تو ننساھا پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا سعید پر یا سعید کے خاندان پر تو قرآن نہیں اترا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ہم تجھے پڑھائیں گے جسے تو نہ بھولے گا اور فرماتا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ جب بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کر۔

حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ علی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں اور ابی سب سے زیادہ اچھے قاری قرآن کے ہیں اور ہم ابی کا قول چھوڑ دیتے ہیں اس لئے کہ ابی کہتے ہیں میں نے تو جو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' اسے نہیں چھوڑ دوں گا اور فرماتے ہیں مَا نَنْسَخْ الخ یعنی ہم جو منسوخ کریں یا بھلا دیں اس سے بہتر لاتے ہیں یا اس جیسا (بخاری و مسند احمد) اس سے بہتر ہوتا ہے یعنی بندوں کی سہولت اور ان کے آرام کے لحاظ سے یا اس جیسا ہوتا ہے لیکن مصلحت الٰہی اس سابقہ چیز میں ہوتی ہے۔

مخلوق میں تغیر و تبدل کرنے والا پیدائش اور حکم کا اختیار رکھنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس طرح جسے چاہتا ہے' بناتا ہے' جسے چاہے نیک بختی دیتا ہے۔ جسے چاہے بدبختی دیتا ہے۔ جسے چاہے تندرستی دے جسے چاہے بیماری دے۔ جسے چاہے توفیق دے۔ جسے چاہے بے نصیب کر دے۔ بندوں میں جو حکم چاہے جاری کرے' جسے چاہے حلال جسے چاہے حرام فرمادے۔ جسے چاہے رخصت دے۔ جسے چاہے روک دے۔ وہ حاکم مطلق ہے جیسے چاہے احکام جاری فرمائے۔ کوئی اس کے حکموں کو رد نہیں کر سکتا' جو چاہے کرے۔ کوئی اس سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ وہ بندوں کو آزماتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ نبیوں اور رسولوں کے کیسے تابعدار ہیں۔ کسی چیز کا کسی مصلحت کی وجہ سے حکم دیا' پھر مصلحت کی وجہ سے ہی اس حکم کو ہٹا دیا' اب آزمائش ہوتی ہے نیک لوگ اس وقت بھی اطاعت کے لئے کمربستہ تھے اور اب بھی ہیں لیکن بدباطن لوگ باتیں بناتے ہیں اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں حالانکہ تمام مخلوق کو اپنے خالق کی تمام باتیں ماننی چاہئیں اور ہر حال میں رسول کی پیروی کرنی چاہئے اور جو وہ کہے اسے دل سے سچا ماننا چاہئے۔ جو حکم دے' بجالانا چاہئے۔ جس سے روکے' رک جانا چاہئے۔

اس مقام پر بھی یہودیوں کا زبردست رد ہے اور ان کے کفر کا بیان ہے کہ وہ نسخ کے قائل نہ تھے۔ بعض تو کہتے تھے' اس میں محال عقلی لازم آتا ہے اور بعض محال نقلی بھی مانتے تھے۔ اس آیت میں گو خطاب فخر عالم ﷺ کو ہے مگر دراصل یہ کلام یہودیوں کو سنانا ہے جو انجیل کو اور قرآن کو اس وجہ سے نہیں مانتے تھے کہ ان میں بعض احکام توراۃ کے منسوخ ہو گئے تھے اور اسی وجہ سے وہ ان نبیوں کی نبوت کے بھی منکر ہو گئے تھے اور صرف عناد و تکبر کی بنا تھی ورنہ عقلاً نسخ محال نہیں۔ اس لئے کہ جس طرح وہ اپنے کاموں میں با اختیار ہے' اسی طرح اپنے حکموں میں بھی با اختیار ہے۔ جو چاہے اور جب چاہے پیدا کرے۔ جسے چاہے اور جس طرح چاہے اور جس وقت چاہے رکھے۔ اسی طرح جو چاہے اور جس وقت چاہے حکم دے۔ اس حاکموں کے حاکم کا حاکم کون؟ اسی طرح نقلاً بھی یہ ثابت شدہ امر ہے۔ اگلی کتابوں اور پہلی شریعتوں میں موجود ہے۔

حضرت آدمؑ کی بیٹیاں بیٹے آپس میں بھائی بہن ہوتے تھے لیکن نکاح جائز تھا۔ پھر اسے حرام کر دیا۔ نوح علیہ السلام جب کشتی سے اترتے ہیں تب تمام حیوانات کا کھانا حلال تھا لیکن پھر بعض کی حلت منسوخ ہو گئی۔ دو بہنوں کا نکاح اسرائیل اور ان کی اولاد پر حلال تھا لیکن پھر توراۃ میں اور اس کے بعد حرام ہو گیا۔ ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کا حکم دیا پھر قربان کرنے سے پہلے ہی منسوخ کر دیا۔ بنو اسرائیل کو حکم دیا جاتا ہے کہ بچھڑا پوجنے میں جو شامل تھے' سب اپنی جانوں کو قتل کر ڈالیں لیکن پھر بہت سے باقی تھے کہ یہ حکم منسوخ ہو جاتا ہے۔ اسی

طرح کے اور بہت سے واقعات موجود ہیں اور خود یہودیوں کو ان کا اقرار ہے لیکن پھر بھی قرآن اور نبی آخرالزمان ﷺ کو یہ کہہ کر نہیں مانتے کہ اس سے اللہ کے کلام میں نسخ لازم آتا ہے اور وہ محال ہے۔

بعض لوگ جو اس کے جواب میں لفظی بحثوں میں پڑ جاتے ہیں' وہ یاد رکھیں کہ اس سے دلالت نہیں بدلتی اور مقصود وہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بشارت یہ لوگ اپنی کتابوں میں پاتے تھے۔ آپ کی تابعداری کا حکم بھی دیکھتے تھے یہ بھی معلوم تھا کہ آپ کی شریعت کے مطابق جو عمل نہ ہو وہ مقبول نہیں ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی کہے کہ اگلی شریعتیں صرف آپ کے آنے تک ہی تھیں۔ اس لئے یہ شریعت ان کی ناسخ نہیں یا کہے کہ ناسخ ہے۔ بہر صورت رسول مقبول ﷺ کی تابعداری کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس لئے کہ آپ آخری کتاب کو اللہ کے پاس سے ابھی ابھی لے کر آئے ہیں۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نسخ کے جواز کو بیان فرما کر اس ملعون گروہ یہود کا رد کیا۔

سورۂ آل عمران میں بھی جس کے شروع میں بنی اسرائیل کو خطاب کیا گیا ہے' نسخ کے واقع ہونے کا ذکر موجود ہے۔ فرماتا ہے کُلُّ الطَّعَامِ الخ یعنی سبھی کھانے بنی اسرائیل پر حلال تھے مگر جس چیز کو حضرت اسرائیلؑ نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اس کی مزید تفسیر وہیں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ مسلمان کل کے کل متفق ہیں کہ احکام باری تعالیٰ میں نسخ کا ہونا جائز ہے بلکہ واقع بھی ہے اور پروردگار کی حکمت بالغہ کا دستور بھی یہی ہے ابو مسلم اصبہانی مفسر نے لکھا ہے کہ قرآن میں نسخ واقع نہیں ہوتا لیکن اس کا یہ قول ضعیف اور مردود اور محض غلط اور جھوٹ ہے۔ جہاں نسخ قرآن میں موجود ہے اس کے جواب میں گو بعض نے بہت محنت سے اس کی تردید کی ہے لیکن محض بے سود دیکھئے پہلے اس عورت کی عدت جس کا خاوند مر جائے' ایک سال تھی لیکن پھر چار مہینے دس دن ہوئی اور دونوں آیتیں قرآن پاک میں موجود ہیں۔ قبلہ پہلے بیت المقدس تھا پھر کعبۃ اللہ ہوا اور دوسری آیت صاف اور پہلا حکم بھی ضمناً مذکور ہے' پہلے کے مسلمانوں کو حکم تھا کہ ایک ایک مسلمان دس دس کافروں سے لڑے اور ان کے مقابلے سے نہ ہٹے لیکن پھر یہ حکم منسوخ کر کے دو دو کے مقابلہ میں صبر کرنے کا حکم ہوا اور دونوں آیتیں کلام اللہ میں موجود ہیں۔ پہلے حکم تھا کہ نبی ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو لیکن پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور دونوں آیتیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ وغیرہ وغیرہ واللہ اعلم۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝۱۰۸

کیا تم اپنے رسول سے وہی پوچھنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا (سنو) ایمان کو کفر سے بدلنے والا سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے ۝

کثرت سوال حجت بازی کے مترادف ہے! ☆☆ (آیت:۱۰۸) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو روکتے ہوئے فرماتا ہے کہ کسی واقعہ کے ہونے سے پہلے میرے نبیؐ سے فضول سوال نہ کیا کرو۔ یہ کثرت سوال کی عادت بہت بری ہے۔ جیسے اور جگہ ارشاد ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ ایمان والو! ان چیزوں کا سوال نہ کیا کرو جو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں برا لگے گا اور اگر تم قرآن کے نازل ہونے کے زمانہ میں ایسے سوالوں کا سلسلہ جاری رکھو گے تو یہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی۔ کسی بات کے واقع ہونے سے پہلے اس کی نسبت سوال کرنے میں خوف ہے کہ کہیں اس سوال کی وجہ سے وہ حرام نہ ہو جائیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو اس چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہ تھی۔ پھر اس کے سوال سے حرام ہو گئی۔ ایک مرتبہ حضورؐ سے سوال ہوا کہ ایک

شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو پائے تو کیا کرے؟ اگر لوگوں کو خبر کرے تو یہ بھی بڑی بے شرمی کی بات ہے اور اگر چپ ہو جائے تو بڑی بے غیرتی کی بات ہے' حضورؐ کو یہ سوال بہت برا معلوم ہوا۔ آخر اسی شخص کو ایسا واقعہ پیش آیا اور لعان کا حکم نازل ہوا۔

صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ فضول بکواس' مال کو ضائع کرنے اور زیادہ پوچھ گچھ سے منع فرمایا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے' میں جب تک کچھ نہ کہوں' تم بھی نہ پوچھو۔ تم سے پہلے لوگوں کو اسی بدخصلت نے ہلاک کر دیا کہ وہ بکثرت سوال کرتے تھے اور اپنے نبیوں کے سامنے اختلاف کرتے تھے۔ جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ اور اگر منع کروں تو رک جایا کرو۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب لوگوں کو خبر دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو کسی نے کہا حضورؐ ہر سال؟ آپؐ خاموش ہو گئے۔ اس نے پھر پوچھا۔ آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہر سال نہیں لیکن اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور پھر تم کبھی بھی اس حکم کو بجانہ لاسکتے پھر آپ نے مندرجہ بالا فرمان ارشاد فرمایا حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ جب ہمیں آپ سے سوال کرنے سے روک دیا گیا تو حضورؐ سے پوچھنے میں ہیبت کھاتے تھے' چاہتے تھے کہ کوئی بادیہ نشین ناواقف شخص آجائے' وہ پوچھے تو ہم بھی سن لیں۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں' میں کوئی سوال حضور سے کرنا چاہتا تھا تو سال سال بھر گذر جاتا تھا کہ مارے ہیبت کے پوچھنے کی جرات نہیں ہوتی تھی ہم تو خواہش رکھتے تھے کہ کوئی اعرابی آئے اور حضور سے سوال کر بیٹھے۔ پھر ہم بھی سن لیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں' اصحاب محمد ﷺ سے بہتر کوئی جماعت نہیں۔ انہوں نے حضور سے صرف اس بارہ مسئلے پوچھے جو سب سوال مع جواب کے قرآن پاک میں مذکور ہیں جیسے شراب وغیرہ کا سوال' حرمت والے مہینوں کی بابت کا سوال' یتیموں کی بابت کا سوال وغیرہ وغیرہ۔ یہاں پر ''ام'' یا ''توبل'' کے معنی میں ہے یا اپنے اصلی معنی میں ہے یعنی سوال کے بارے میں جو یہاں پر انکاری ہے۔ یہ حکم مومن کافر سب کو ہے کیونکہ حضورؐ کی رسالت سب کی طرف تھی۔ قرآن میں اور جگہ ہے یَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اہل کتاب تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ان پر کوئی آسمانی کتاب اتارے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا کہ اللہ کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس ظلم کی وجہ سے انہیں ایک تند و تیز آواز سے ہلاک کر دیا گیا۔ رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ کوئی آسمانی کتاب ہم پر نازل کیجئے جسے ہم پڑھیں اور ہمارے شہروں میں دریا جاری کر دیں تو ہم آپ کو مان لیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔

ابوالعالیہؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورؐ سے کہا' یا رسول اللہ' کاش کہ ہمارے گناہوں کا کفارہ بھی اسی طرح ہو جاتا جس طرح بنی اسرائیل کے گناہوں کا کفارہ تھا' آپؐ نے یہ سنتے ہی تین دفعہ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ نہیں الٰہی نہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ پھر فرمایا۔ سنو۔ بنو اسرائیل میں سے جہاں کوئی گناہ کرتا' اس کے دروازے پر قدرتاً لکھا ہوا پایا جاتا اور ساتھ ہی اس کا کفارہ بھی لکھا ہوا ہوتا تھا۔ اب یا تو دنیا کی رسوائی کو منظور کر کے کفارہ ادا کر دے اور اپنے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرے یا کفارہ نہ دے اور آخرت کی رسوائی منظور کرے لیکن تم سے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی جس سے کوئی برا کام ہو جائے یا وہ اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے' پھر استغفار کرے تو وہ اللہ کو بہت بڑا بخشش اور مہربانی کرنے والا پائے گا۔ اسی طرح ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ پھر جمعہ دوسرے جمعہ تک کفارہ ہو جاتا ہے۔ سنو جو شخص برائی کا ارادہ کرے لیکن برائی نہ کرے تو برائی لکھی نہیں جاتی اور اگر کر گذرے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور اگر بھلائی کا ارادہ کرے پھر گو نہ کرے لیکن بھلائی لکھ لی جاتی ہے اور اگر کر بھی لے تو دس بھلائیاں لکھی جاتی ہیں۔ اب بتاؤ تم اچھے رہے یا بنی اسرائیل؟ تم بنی اسرائیل سے بہت ہی اچھے ہو۔ ہاں باوجود اتنے کرم اور رحم کے پھر بھی کوئی ہلاک ہو تو سمجھو کہ یہ خود ہلاک ہونے والا ہی تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قریشیوں نے حضورؐ سے کہا کہ اگر صفا پہاڑ سونے کا ہو جائے تو ہم ایمان لاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا لیکن پھر مائدہ (آسمانی دستر خوان) مانگنے والوں کا جو انجام ہوا' وہی تمہارا بھی ہوگا۔ اس پر وہ انکاری ہو گئے اور اپنے سوال کو چھوڑ دیا۔ مراد یہ ہے کہ تکبر' عناد سرکشی کے ساتھ نبیوں سے سوال کرنا نہایت مذموم حرکت ہے۔ جو کفر کو ایمان کے بدلے مول لے اور آسانی کو سختی سے بدلے وہ سیدھی راہ سے ہٹ کر جہالت وضلالت میں گھر جاتا ہے۔ اسی طرح غیر ضروری سوال کرنے والا بھی۔ جیسے اور جگہ ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا کیا تو نہیں نہیں دیکھتا جو اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلتے ہیں اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں' وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بڑی بری قرارگاہ ہے۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۱۱۰﴾

ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق کھل جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔ تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ○ تم نمازیں قائم رکھو۔ زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے' سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے ○

قومی عصبیت باعث شقاوت ہے: ☆☆ (آیت:۱۰۹-۱۱۰) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حیی بن اخطب اور ابویاسر بن اخطب یہ دونوں یہودی سب سے زیادہ مسلمانوں کے حاسد تھے۔ لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے اور عرب سے جلتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کعب بن اشرف کا بھی یہی شغل تھا۔ زہریؒ کہتے ہیں اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ یہ بھی یہودی تھا اور اپنے شعروں میں حضرتؐ کی ہجو کیا کرتا تھا۔ گو ان کی کتاب میں حضورؐ کی تصدیق موجود تھی اور یہ بخوبی حضورؐ کی صفتیں جانتے تھے اور آپ کو اچھی طرح پہچانتے تھے' پھر یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ قرآن ان کی کتاب کی تصدیق کر رہا ہے۔ ایک امی اور ان پڑھ وہ کتاب پڑھتا ہے جو سرا سر معجزہ ہے لیکن صرف حسد کی بنا پر کہ عرب میں آپ کیوں مبعوث ہوئے' کفر و انکار پر آمادہ ہو گئے بلکہ اور لوگوں کو بھی بہکانا شروع کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ تم درگذر کرتے رہو اور اللہ کے حکم کا اور اس کے فیصلے کا انتظار کرو۔ جیسے اور جگہ فرمایا' تمہیں مشرکوں اور اہل کتاب سے بہت کڑوی باتیں سننی پڑیں گی مگر بعد میں حکم نازل فرما دیا کہ ان مشرکین سے اب دب کر نہ رہو۔ ان سے لڑائی کرنے کی تمہیں اجازت ہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ اور آپ کے اصحاب مشرکین اور اہل کتاب سے درگذر کرتے تھے اور ان کی ایذا اور تکلیف سہتے تھے اور اس آیت پر عمل پیرا تھے یہاں تک کہ دوسری آیتیں اتریں اور یہ حکم ہٹ گیا۔ اب ان سے بدلہ لینے اور اپنا بچاؤ کرنے کا حکم ملا اور پہلی ہی لڑائی جو بدر کے میدان میں ہوئی اس میں کفار کو شکست فاش ہوئی اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کی لاشیں میدان میں بچھ گئیں۔ پھر مومنوں کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ تم نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی حفاظت کرو۔ یہ تمہیں آخرت کے عذابوں سے بچانے کے علاوہ دنیا میں بھی غلبہ اور نصرت دے گی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہر نیک و بد عمل کا بدلہ دونوں جہاں میں دے گا۔ اس سے کوئی

چھوٹا' بڑا' چھپا' کھلا' اچھا' برا عمل پوشیدہ نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ لوگ اطاعت کی طرف توجہ کریں اور نافرمانی سے بچیں۔ مُبصِر کے بدلے بَصِیر کہا جیسے مُبدِع کے بدلے بَدِیع اور مُولِم کے بدلے اَلِیم۔ ابن ابی حاتم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت میں سَمِیعٌ بَصِیرٌ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾ ع ۱۳ ۹ ۱۴

یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی نہ جائے گا یہ صرف ان کی امنگیں ہیں۔ ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل تو پیش کرو ○ سنو جو بھی اپنے تئیں خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے' بیشک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا۔ اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ غم اور نہ اداسی ○ یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہود نہیں۔ حالانکہ یہ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ اسی طرح ان ہی جیسی بات بے علم بھی کہتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ ان کے اس اختلاف کا فیصلہ ان میں کر دے گا ○

شیطان صفت مغرور یہودی: ☆☆ (آیت:۱۱۱-۱۱۳) یہاں پر یہودیوں اور نصرانیوں کے غرور کا بیان ہو رہا ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کو کچھ بھی نہیں سمجھتے اور صاف کہتے ہیں کہ ہمارے سوا جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ سورۂ مائدہ میں ان کا ایک قول یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اولاد اور اس کے محبوب ہیں جس کے جواب میں قرآن نے کہا کہ پھر تم پر قیامت کے دن عذاب کیوں ہوگا؟ اسی طرح کے مفہوم کا بیان پہلے بھی گذرا ہے کہ ان کا دعویٰ یہ بھی تھا کہ ہم چند دن جہنم میں رہیں گے جس کے جواب میں ارشاد باری ہوا کہ یہ دعویٰ بھی محض بے دلیل ہے۔ اسی طرح یہاں ان کے ایک دعویٰ کی تردید کی اور کہا کہ لاؤ دلیل پیش کرو۔ انہیں عاجز ثابت کر کے پھر فرمایا کہ ہاں جو کوئی بھی اللہ کا فرمانبردار ہو جائے اور خلوص و توحید کے ساتھ نیک عمل کرے' اسے پورا پورا اجر و ثواب ملے گا جیسے اور جگہ فرمایا کہ یہ اگر جھگڑیں تو ان سے کہہ دو کہ میں اور میرے ماننے والوں نے اپنے چہرے اللہ کے سامنے متوجہ کر دیئے۔ غرض یہ ہے کہ اخلاص اور مطابقت سنت ہر عمل کی قبولیت کے لئے شرط ہے تو اَسْلَمَ وَجْهَهُ سے مراد خلوص اور وَهُوَ مُحْسِنٌ سے مراد اتباع سنت ہے۔ نرا خلوص بھی عمل کو مقبول نہیں کرا سکتا جب تک سنت کی تابعداری نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے (مسلم)۔

پس رہبانیت کا عمل گو خلوص پر مبنی ہو لیکن تاہم اتباع سنت نہ ہونے کی وجہ سے وہ مردود ہے۔ ایسے ہی اعمال کی نسبت قرآن حکیم کا ارشاد ہے وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا یعنی انہوں نے جو اعمال کئے تھے ہم نے سب رد کر دیئے

دوسری جگہ فرمایا کافروں کے اعمال ریت کے چمکیلے تودوں کی طرح ہیں جنہیں پیاسا پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس جاتا ہے تو کچھ نہیں پاتا۔ اور جگہ ہے کہ قیامت کے دن بہت سے چہروں پر ذلت برستی ہوگی۔ جو عمل کرنے والے تکلیفیں اٹھانے والے ہوں گے اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے اور گرم کھولتا ہوا پانی انہیں پلایا جائے گا۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے اس آیت کی تفسیر میں مراد یہود و نصاریٰ کے علماء اور عابد لئے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کوئی عمل گو بظاہر سنت کے مطابق ہو لیکن عمل میں اخلاص نہ ہو۔ مقصود اللہ کی خوشنودی نہ ہو تو وہ عمل بھی مردود ہے۔ ریاکار اور منافق لوگوں کے اعمال کا بھی یہی حال ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ انہیں دھوکہ دیتا ہے اور نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں اور فرمایا فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ان نمازیوں کے لئے ویل ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی روکتے پھرتے ہیں۔ اور جگہ ارشاد ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا آرزومند ہو اسے نیک عمل کرنا چاہئے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے پھر فرمایا انہیں ان کا رب اجر دے گا اور ڈر خوف سے بچائے گا۔ آخرت میں انہیں ڈر نہیں اور دنیا کے چھوڑنے کا ملال نہیں۔ پھر یہود و نصاریٰ کی آپس کی بغض و عداوت کا ذکر فرمایا' نجران کے نصرانیوں کا وفد جب نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو ان کے پاس یہودیوں کے علماء بھی آئے۔ اس وقت ان لوگوں نے انہیں اور انہوں نے ان کو گمراہ بتایا حالانکہ دونوں اہل کتاب ہیں تورات میں انجیل کی تصدیق اور انجیل میں تورات کی تصدیق موجود ہے۔ پھر ان کا یہ قول کس قدر لغو ہے۔ اگلے یہود و نصاریٰ دین حق پر قائم تھے لیکن پھر بدعتوں اور فتنہ پردازیوں کی وجہ سے دین ان سے چھن گیا۔ اب نہ یہود ہدایت پر تھے نہ نصرانی۔ پھر فرمایا کہ نہ جاننے والوں نے بھی اسی طرح کہا' اس میں بھی اشارہ انہی کی طرف ہے اور بعض نے کہا' مراد اس سے یہود و نصاریٰ سے پہلے کے لوگ ہیں بعض کہتے ہیں' عرب لوگ مراد ہیں۔ امام ابن جریرؒ اس سے عام لوگ مراد لیتے ہیں گویا سب شامل ہیں اور یہی ٹھیک بھی ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر فرمایا کہ اختلاف کا فیصلہ قیامت کو خود اللہ کرے گا۔ جس دن کوئی ظلم و زور نہیں ہوگا اور یہی مضمون دوسری جگہ بھی آیا ہے۔ سورۂ حج میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ (پوری آیت) یعنی مومنوں اور یہودیوں اور صابیوں اور نصرانیوں اور مجوسیوں اور مشرکوں میں قیامت کے دن اللہ فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ اور موجود ہے اور جگہ ارشاد ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا کہہ دے کہ ہمارا رب ہمیں جمع کرے گا۔ پھر حق کے ساتھ فیصلے کرے گا۔ وہ باخبر فیصلے کرنے والا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے ذکر کئے جانے کو روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی ان میں جانا چاہئے۔ ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑے بڑے عذاب ہیں ○

نصاریٰ اور یہودی مکافات عمل کا شکار: ☆☆ (آیت:۱۱۴) اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے مراد نصاریٰ